



Noble Quran

الحَكِيمُ الْقُرْآنُ

Quran Urdu Translation اردو ترجمہ

Maulana Muhammad Sahib

مولانا محمد صاحب جو ناگڑھی

Quran Tafsir تفسیر

Maulana Salahhudin Yusuf

مولانا صلاح الدین یوسف

Surah Al Haqqah

سورة الحاقّة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحاقّة (1)

ثابت ہونے والی

قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اس میں امر الہی ثابت ہوگا اور خود یہ بھی بہر صورت وقوع پذیر ہونے والی ہے، اس لئے اسے **الحاقّة** سے تعبیر فرمایا۔

مَا الحاقّة (2)

ثابت ہونے والی کیا ہے؟

یہ لفظاً استفہام ہے لیکن اس کا مقصد قیامت کی عظمت اور شان بیان کی گئی ہے۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الحاقّة (3)

تجھے کیا معلوم کہ وہ ثابت شدہ کیا ہے؟

گویا کہ تجھے اس کا علم نہیں، کیونکہ تو نے ابھی اسے دیکھا ہے اور نہ اس کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کیا ہے، گویا مخلوقات کے دائرہ علم سے باہر ہے (فتح القدیر)

كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ (4)

اس کھڑکا دینے والی کو ثمود اور عاد نے جھٹلادیا تھا

اس میں قیامت کو کھڑکا دینے والی کہا ہے، اس لئے کہ یہ اپنی ہولناکیوں سے لوگوں کو بیدار کر دے گی۔

فَأَمَّا ثَمُودُ فَاتَّخَذُوا بِالطَّاغِيَةِ (5)

(جس کے نتیجے میں) ثمود تو بے حد خوفناک (اور اونچی) آواز سے ہلاک کر دیئے گئے

اس میں قیام کو کھڑکا دینے والی کہا ہے، اس لئے کہ یہ اپنی ہولناکیوں سے لوگوں کو بیدار کر دے گی۔

وَأَمَّا عَادٌ فَاتَّخَذُوا ابْرِيحَ صَرَ صَرَ عَاتِيَةً (6)

اور عاد بے حد تیز و تند ہو اسے غارت کر دیئے گئے

کسی کے قابو میں نہ آنے والی، یعنی نہایت تند و تیز، پالے والی اور بے قابو ہوا کے ذریعے سے حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد کو ہلاک کیا گیا۔

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا

جسے ان پر سات رات اور آٹھ دن تک (اللہ نے) مثلت رکھا

جسم کے معنی کاٹنے اور جدا جدا کرنے کے ہیں

اور بعض نے حُسُومًا کے معنی پے در پے کیے ہیں۔ اس سے ان کی درازی کی طرف اشارہ ہے

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أُعْجَازٌ مُنْقَلَبَةٌ (7)

پس تم دیکھتے کہ یہ لوگ زمین پر اس طرح گر گئے جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں۔

کھوکھلے بے روح جسم کو کھوکھلے تنے سے تشبیہ دی ہے۔

فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ (8)

کیا ان میں سے کوئی بھی تجھے باقی نظر آرہا ہے۔

وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْحَاطِئَةِ (9)

فرعون اور اس کے پہلے کے لوگ اور جن کی بستیاں الٹ دی گئیں انہوں نے بھی خطائیں کیں۔

اس سے قوم لوط مراد ہے۔

فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَابِئَةً (10)

اور اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی بالآخر اللہ نے (بھی) زبردست گرفت میں لیا۔

یعنی ان کی ایسی گرفت کی جو دوسری قوموں کی گرفت سے زائد یعنی سب میں سخت تر تھی۔

إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ (11)

جب پانی میں طغیانی آگئی تو اس وقت ہم نے تمہیں کشتی میں چڑھالیا

یعنی پانی بلندی میں تجاوز کر گیا، یعنی پانی خوب چڑھ گیا۔

کُم سے مخاطب عہد رسالت کے لوگ ہیں، مطلب ہے کہ تم جن آبا کی پشتوں سے ہو، ہم نے انہیں کشتی میں سوار کر کے بچھڑے ہوئے پانی سے بچایا تھا۔

الْجَارِيَةِ سے مراد سفینہ نوح علیہ السلام ہے۔

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيهَا أَدْنَىٰ وَأَعْيَتُهُ (12)

تاکہ اسے تمہارے لئے نصیحت اور یادگار بنا دیں اور (تاکہ) یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں۔

یعنی یہ فعل کہ کافروں کو پانی میں غرق کر دیا اور مومنوں کو کشتی میں سوار کر کے بچالیا تمہارے لیے اس کو عبرت و نصیحت بنا دیں تاکہ تم اس سے نصیحت حاصل کرو اور اللہ کی نافرمانی سے بچو۔

یعنی سننے والے اسے سن کر یاد رکھیں اور وہ بھی اس سے عبرت پکڑیں۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ (13)

پس جبکہ صور میں ایک پھونک پھونکی جائے گی۔

مذہب کا انجام بیان کرنے کے بعد اب بتلایا جا رہا ہے کہ یہ الحاقہ کس طرح واقع ہوگی اسرافیل کی ایک ہی پھونک سے یہ برپا ہو جائے گی۔

وَحَمَلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً (14)

اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے اور ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔
یعنی اپنی جگہوں سے اٹھالیے جائیں گے اور قدرت الہی سے اپنی قرار گاہوں سے ان کو اکھیڑ لیا جائے گا۔

فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (15)

اس دن ہو پڑنے والی (قیامت) ہو پڑے گی۔

وَأَنْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ (16)

اور آسمان پھٹ جائے گا اس دن بالکل بودا ہو جائے گا
یعنی اس میں کوئی قوت اور استحکام نہیں رہے گا جو چیز پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اس میں استحکام کس طرح رہ سکتا ہے۔

وَالْمَلَائِكَةُ عَلَىٰ أَرْجَائِهِمْ

اس کے کناروں پر فرشتے ہونگے

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةَ (17)

اور تیرے پروردگار کا عرش اس دن آٹھ (فرشتے) اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہونگے
یعنی آسمان تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا پھر فرشتے کہاں ہونگے فرمایا کہ وہ آسمان کے کناروں پر ہوں گے
اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ فرشتے آسمان پھٹنے سے پہلے ہی اللہ کے حکم سے زمین پر آجائیں گے۔ یعنی اب مخصوص فرشتوں نے عرش الہی کو اپنے سروں پر اٹھایا ہوگا،
یہ بھی ممکن ہے اس عرش سے مراد وہ عرش ہو جو فیصلوں کے لئے زمین پر رکھا جائے گا، جس پر اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرمائے گا (ابن کثیر)

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ (18)

اس دن تم سب سامنے پیش کئے جاؤ گے تمہارا کوئی بھیڈ پوشیدہ نہ رہے گا۔

یہ پیشی اس لیے نہیں ہوگی کہ جن کو اللہ نہیں جانتا ان کو جان لے گا وہ تو سب کو ہی جانتا ہے یہ پیشی خود انسانوں پر حجت قائم کرنے کے لیے ہوگی ورنہ اللہ سے تو کسی کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَذَا مَا أَرَاوُ أَكْتُابِيَةَ (19)

سو جس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہنے لگے گا لو میرا نامہ اعمال پڑھو

یعنی جو اس کی سعادت، نجات اور کامیابی کی دلیل ہوگا۔ یعنی وہ مارے خوشی کے ہر ایک کو کہے گا کہ لو، میرا اعمال نامہ پڑھ لو میرا اعمال نامہ تو مجھے مل گیا، اس لئے کہ اسے پتہ ہو گا کہ اس میں اس کی نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی، کچھ برائیاں ہوگی تو اللہ نے معاف فرمادی ہوگی۔

إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَةَ (20)

مجھے تو کامل یقین تھا مجھے اپنا حساب ملنا ہے۔

یعنی آخرت کے حساب و کتاب پر میرا کامل یقین تھا۔

فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ (21)

پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہوگا۔

فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ (22)

بلند و بالا جنت میں۔

جنت میں مختلف درجات ہیں ہر درجے کے درمیان بہت فاصلہ ہے جیسے مجاہدین کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ نے مجاہدین کے تیار کیے ہیں ان کے دو درجوں کے درمیان کا فاصلہ زمین و آسمان جتنا ہے۔
(صحیح مسلم)

قُطُوفُهَا دَائِبَةٌ (23)

جس کے میوے بھکے پڑے ہوں گے

یعنی بالکل قریب ہونگے کوئی لیٹے لیٹے بھی توڑنا چاہے گا تو ممکن ہوگا۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ (24)

(ان سے کہا جائے گا) کہ مزے سے کھاؤ، پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں کئے

یعنی دنیا میں اعمال صالحہ کئے، یہ جنت ان کا صلہ ہے۔

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتِ كِتَابِيَةَ (25)

لیکن جسے اس (کے اعمال) کی کتاب اس کے بائیں ہاتھ میں دی جائے گی، وہ تو کہے گا کاش کہ مجھے میری کتاب دی ہی نہ جاتی

کیونکہ نامہ اعمال کا بائیں ہاتھ میں ملنا بد بختی کی علامت ہوگا۔

وَلَمْ أَذِرْ مَا حِسَابِيَةَ (26)

اور میں جانتا ہی نہ کہ حساب کیا ہے

یعنی مجھے بتلایا ہی نہ جاتا کیونکہ سارا حساب ان کے خلاف ہوگا۔

يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ (27)

کاش! کہ موت (میرا) کام ہی تمام کر دیتی

یعنی موت ہی فیصلہ کن ہوتی اور دوبارہ زندہ نہ کیا جاتا تاکہ یہ روز بدنہ دیکھنا پڑتا۔

مَا أُعْطِيَ عَنِّي مَالِيَةَ (28)

میرے مال نے بھی مجھے کچھ نفع نہ دیا۔

هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَةَ (29)

میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا۔

یعنی جس طرح مال میرے کام نہ آیا، جاہ و مرتبہ اور سلطنت و حکومت بھی میرے کام نہ آئی۔ آج میں اکیلا ہی سزا بھگت رہا

ہوں۔

خُذُوهُ فَغُلُّوهُ (30)

(حکم ہوگا) اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو۔

ثُمَّ الْجَحِيمِ صَلُّوهُ (31)

پھر اسے دوزخ میں ڈال دو

یہ اللہ ملائکہ جہنم کو حکم دے گا۔

ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ (32)

پھر اسے ایسی زنجیروں جس کی پیمائش ستر ہاتھ ہے جکڑ دو۔

ذراع (ہاتھ) یہ کتنا ہو گا اس کی وضاحت ممکن نہیں تاہم اس سے اتنا معلوم ہوا کہ زنجیر کی لمبائی ستر ذراع ہوگی۔

إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ (33)

بیشک یہ اللہ عظمت والے پر ایمان نہ رکھتا تھا

یہ مذکورہ سزا کی علت یا مجرم کے جرم کا بیان ہے۔

وَلَا يَخْضَعُ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ (34)

اور مسکین کے کھلانے پر رغبت نہ دلاتا تھا

یعنی عبادت و اطاعت کے ذریعے سے اللہ کا حق ادا کرتا تھا اور نہ وہ حقوق ادا کرتا تھا جو بندوں کے بندوں پر ہیں۔

گویا اہل ایمان میں یہ جامعیت ہوتی ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ (35)

پس آج اس کا نہ کوئی دوست ہے۔

وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غَسَلِينِ (36)

اور نہ سوائے پیپ کے اس کی کوئی غذا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ جہنم میں کوئی درخت ہے

بعض کہتے ہیں کہ زقوم ہی کو غسلین کہا گیا ہے

اور بعض کہتے ہیں کہ جہنمیوں کی پیپ یا ان کے جسموں سے نکلنے والا خون اور بدبودار ہوگا۔

اللہ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ (37)

جسے گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔

خاطئون سے مراد اہل جہنم ہیں جو کفر و شرک کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے اس لیے کہ یہ گناہ ایسے ہیں جو مخلوق

النار کا سبب ہیں۔

فَلَا تُبْصِرُونَ (38)

پس مجھے قسم ہے ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو۔

وَمَا لَا تُبْصِرُونَ (39)

اور ان چیزوں کی جنہیں تم نہیں دیکھتے

یعنی اللہ کی پیدا کردہ وہ چیزیں، جو اللہ کی ذات اور اس کی قدرت و طاقت پر دلالت کرتی ہیں، جنہیں تم دیکھتے ہو یا نہیں

دیکھتے، ان سب کی قسم ہے۔ آگے جواب قسم ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ (40)

کہ بیشک یہ (قرآن) بزرگ رسول کا قول ہے

بزرگ رسول سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قول سے مراد تلاوت ہے

یعنی رسول کریم سے مراد ایسا قول ہے جو یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمہیں پہنچاتا ہے۔ کیونکہ قرآن،

رسول یا جبرائیل علیہ السلام کا قول نہیں ہے، بلکہ اللہ کا قول ہے جو اس نے فرشتے کے ذریعے سے پیغمبر پر نازل فرمایا ہے،

پھر پیغمبر اسے لوگوں تک پہنچاتا ہے۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ (41)

یہ کسی شاعر کا قول نہیں (افسوس) تمہیں بہت کم یقین ہے۔

جیسا کہ تم سمجھتے ہو اور کہتے ہو اس لیے کہ یہ اصناف شعر سے نہ اس کے مشابہ ہے پھر یہی کسی شاعر کا کلام کس طرح ہو سکتا ہے۔

وَلَا يَقُولِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ (42)

نہ کسی کاہن کا قول ہے (افسوس) بہت کم نصیحت لے رہے ہو۔

جیسا کہ تم بعض دفعہ تم یہ دعویٰ کرتے ہو حالانکہ کہانت بھی ایک دوسری چیز ہے۔
قلت دونوں جگہ نفی کے معنی میں ہے یعنی تم نہ قرآن پر ایمان لاتے ہو نہ نصیحت پر عمل کرتے ہو۔

تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (43)

(یہ تو) رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔

یعنی رسول کی زبان سے ادا ہونے والا یہ قول رب العالمین کا اتارا ہوا کلام ہے اسے تم کبھی شاعری اور کبھی کہانت کہہ کر اس کی تکذیب کرتے ہو۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ (44)

اور اگر یہ ہم پر کوئی بات بنا لیتا

یعنی اپنی طرف سے گھڑ کر ہماری طرف منسوب کر دیتا، یا اس میں کمی بیشی کر دیتا، تو ہم فوراً اس کا مواخذہ کرتے اور اسے ڈھیل نہ دیتے جیسا کہ اگلی آیات میں فرمایا۔

لَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ (45)

تو البتہ ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے

یادائیں ہاتھ کے ساتھ اس کی گرفت کرتے، اس لئے کہ دائیں ہاتھ سے گرفت زیادہ سخت ہوتی ہے۔ اور اللہ کے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں۔

ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (46)

پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے

خیال رہے یہ سزا، خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں بیان کی گئی ہے جس سے مقصد آپ کی صداقت کا اظہار ہے۔ اس میں یہ اصول بیان نہیں کیا گیا ہے کہ جو بھی نبوت کا جھوٹا وعدہ کرے تو جھوٹے مدعی کو ہم فوراً سزا سے دوچار کر دیں گے لہذا اس سے کسی جھوٹے نبی کو اس لیے سچا باور نہیں کرایا جاسکتا کہ دنیا میں وہ مؤخذہ الہی سے بچا رہا۔

فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ (47)

پھر تم سے کوئی بھی مجھے اس سے روکنے والا نہ ہوتا

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول تھے، جن کو اللہ نے سزا نہیں دی، بلکہ دلائل و معجزات اور اپنی خاص تائید و نصرت سے انہیں نوازا۔

وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لِّلْمُتَّقِينَ (48)

یقیناً یہ قرآن پر ہیز گاروں کے لئے نصیحت ہے۔

کیونکہ وہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں ورنہ قرآن تو سارے ہی لوگوں کے لیے نصیحت لے کر آیا ہے۔

وَإِنَّا لَتَعْلَمُونَ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِينَ (49)

ہمیں پوری طرح معلوم ہے کہ تم میں سے بعض اس کے جھٹلانے والے ہیں۔

وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ (50)

بیشک (یہ جھٹلانا) کافروں پر حسرت ہے

یعنی قیامت والے دن اس پر حسرت کریں گے، کہ کاش ہم نے قرآن کی تکذیب نہ کی ہوتی۔
یہ قرآن بجائے خود ان کے لئے حسرت کا باعث ہوگا، جب وہ اہل ایمان کو قرآن کا اجر ملتے ہوئے دیکھیں گے۔

وَإِنَّهُ لِحَقِّ الْبَاقِينَ (51)

اور بیشک (و شہ) یہ یقینی حق ہے

یعنی قرآن اللہ کی طرف سے ہونا بالکل یقینی ہے، اس میں قطعاً شک کی کوئی گنجائش نہیں۔
یا قیامت کی بابت جو خبر دی جا رہی ہے، وہ بالکل حق اور سچ ہے۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (52)

پس تو اپنے رب عظیم کی پاکی بیان کر

جس نے قرآن کریم جیسی عظیم کتاب نازل فرمائی۔



© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com